# فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۰۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): ایک عورت کی عمر پچیس سال ہے، اسے ابھی تک حیض نہیں آیا، اگر اسے طلاق ہو جائے، تو اس کی عدت کیا ہو گی؟

(جواب): جس عورت کو ابھی حیض نہ آیا ہو، اس کی عدت تین ماہ ہے۔

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطّلاق: ٤)

''وہ طلاق یافتہ خواتین جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہیں، ان کو اگر ماہواری کے خون بارے شک ہو، تو ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

(سوال): اگر عدت والی عورت دوران عدت زنا کر لے، تو کیا اس پر نئے سرے سے عدت گزارنا ضروری ہو گا یا نہیں؟

(جواب): دوران عدت زنا کرنے والی گناہ گار ہے، البتہ اسے عدت دہرانے کی ضرورت نہیں، اسی عدت کو مکمل کرے اور پاکدامنی اختیار کرے، اسے چاہیے کہ عدت کے

بعد نکاح کر لے، تاکہ زنا اور فحاشی سے محفوظ رہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

''جوانی کے دنوں میں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نوجوانو! جو اسباب نکاح کی طاقت رکھتا ہے، وہ شادی کر لے، اس سے نظر اور عزت محفوظ رہے گی اور جس کے پاس وسائل نہ ہوں، وہ (نفلی) روزے رکھے، اس سے شہوت ختم ہو جائے گی۔''

(صحيح البخاري : 5066، صحيح مسلم : 1400)

**سوال**: تیسری طلاق کے بعد بھی شوہر نے مطلقہ سے میاں بیوی والے تعلقات جاری رکھے، تو عدت کب شروع ہو گی؟

**جواب**: تیسری طلاق کے بعد عورت ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے، اس کی عدت شروع ہو چکی ہے، اس دوران اگر شوہر تعلقات قائم کرے گا، تو وہ زنا ہو گا، البتہ اس سے نئی عدت لازم نہ ہو گی، بلکہ طلاق کے بعد والی عدت جاری رہے گی۔

**سوال**: ایک حاملہ عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی، طلاق کے آدھا گھنٹہ بعد بچہ پیدا ہو گیا، تو اب عدت کیا ہے؟

**جواب**: حاملہ کی عدت وضع حمل ہے، خواہ طلاق کے ایک منٹ بعد بھی بچہ پیدا ہو

جائے، مذکورہ صورت میں شوہر کو رجوع کا حق ختم ہو چکا ہے، چونکہ طلاق رجعی تھی، جس کی عدت ختم ہو چکی ہے، لہٰذا وہ دونوں نکاح جدید سے میاں بیوی بن سکتے ہیں۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾(البقرة: ٢٣٢)

''جب تم بیویوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت ختم ہو جائے، تو تم (اولیا) انہیں اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو، جب وہ باہم رضا مند ہو جائیں۔''

❀ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی، عدت ختم ہونے تک چھوڑے رکھا، پھر نکاح کا پیغام بھیجا، تو سیدنا معقل رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوگئی: ﴿فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾(البقرة : ٢٣٢)''انہیں اپنے سابقہ شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو۔''(صحيح البخاري : ٤٥٢٩)

❀ سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''مجھے اپنی بہن کی منگنی کا پیغام ملا۔ میرے چچا زاد آئے، تو میں نے ان سے اپنی بہن کا نکاح کر دیا، اس نے طلاق رجعی دے دی، حتی کہ عدت ختم ہوگئی۔ پھر اس نے نکاحِ جدید کا پیغام بھیجا، میں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں ہرگز نکاح نہیں کروں گا، میرے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَإِذَا

طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ ''جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت ختم ہو جائے، تم انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو، جب وہ باہم رضا مند ہوں۔'' اس کے بعد میں نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور ان سے شادی کر دی۔''

(سنن أبي داود : 2087، وسندہٗ حسنٌ)

**سوال**: عدت ختم ہونے پر معلوم ہوا کہ عورت حاملہ ہے، تو عدت کا کیا ہوگا؟

**جواب**: وہ وضع حمل تک عدت گزارے گی، کیونکہ حاملہ کی عدت بہر صورت وضع حمل ہے، وہ بچہ پیدا ہونے تک نکاح نہیں کر سکتی۔

**سوال**: کیا حاملہ مطلقہ کا خرچہ بذمہ شوہر ہے؟

**جواب**: اگر حاملہ کو طلاق ہو جائے، تو وضع حمل تک اس کا خرچہ شوہر کے ذمہ ہے۔

❀ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

(الطّلاق : ٦)

''عورتیں حاملہ ہوں، تو وضعِ حمل تک ان پر خرچ کریں۔''

❀ سیدہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو تین طلاقیں ہوئیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا نَفَقَةَ لَكِ إِلَّا أَنْ تَكُونِي حَامِلًا .

''آپ کے لیے کوئی نفقہ نہیں ہے، الا کہ آپ حاملہ ہوتیں۔''

(سنن أبي داود : ٢٢٩٠، وسندہٗ صحيحٌ)

۞ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

الْمَبْتُوتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا، حَتّٰى تَحِلَّ، وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ حَامِلًا، فَيُنْفَقُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا.

''طلاقِ بتہ والی عورت عدت ختم ہونے تک گھر سے باہر نہیں نکلے گی۔اس کے لیے نفقہ بھی نہیں ہوگا، ہاں حاملہ ہو، تو وضعِ حمل تک خرچہ شوہر کے ذمہ ہے۔''

(مؤطأ الإمام مالك : ٨٣٧/٤)

**سوال**: بیوہ عدت میں ہے، کیا وہ تعزیت کے لیے کہیں جا سکتی ہے؟

**جواب**: بیوہ دوران عدت گھر سے باہر نہیں جا سکتی، البتہ گھر میں بیٹھ کر فون یا انٹرنیٹ کے ذریعے تعزیت یا خبر گیری کر سکتی ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

**سوال**: عدت میں ایک حیض کے بعد حمل ہو گیا، تو عدت کیا ہوگی؟

**جواب**: اس کی عدت وضع حمل ہوگی۔

**سوال**: جس حاملہ کا شوہر فوت ہو جائے اور اس کا حمل پیٹ میں ہی خشک ہو جائے، تو اس کی عدت کیا ہے؟

**جواب**: اگر پیٹ میں حمل خشک ہو جائے اور اس بچے کے پیدا ہونے کی کوئی اُمید نہ ہو، تو ایسی عورت شرعاً حاملہ شمار نہ ہوگی، لہٰذا وہ عدت وفات شوہر میں چار ماہ دس دن گزارے گی۔

**سوال**: جو کافرہ حاملہ عورت مسلمان ہو جائے، اس کی عدت کیا ہے؟

**جواب**: اگر کافرہ حاملہ عورت مسلمان ہو جائے، اس کی عدت وضع حمل ہے، وضع حمل تک وہ مسلمان مرد سے نکاح نہیں کر سکتی، کیونکہ حاملہ کی عدت مطلقاً وضع حمل بیان ہوئی ہے۔

❁ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَّاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾(الطّلاق : ٤)

''وہ طلاق یافتہ خواتین جو ماہواری سے ناامید ہو چکی ہیں، ان کو اگر ماہواری کے خون بارے شک ہو، تو ان کی عدت تین ماہ ہے، جن کی ماہواری ابھی شروع ہی نہیں ہوئی، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے اور حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔''

**سوال**: منکوحہ دوسرے مرد سے نکاح کر لے، تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا حکم ہوگا؟

**جواب**: منکوحہ کو جب تک طلاق نہ ہو جائے یا وہ خلع نہ لے لے اور عدت نہ گزارے لے، وہ آگے نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی عورت کسی کے عقد میں ہوتے ہوئے دوسرے مرد سے نکاح کر لے، تو وہ نکاح باطل ہے، اس سے پیدا ہونے والی اولاد ناجائز ہے، یہ زنا ہے۔ اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا نسب پہلے شوہر سے ثابت ہوگا، کیونکہ یہ اولاد اسی کے بستر پر پیدا ہوئی ہے اور دوسرے شوہر پر حدِ زنا قائم ہوگی۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھا لیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ

زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔ لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں، لہٰذا وہ لڑکا تا وقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔''

(صحيح البخاري : 2053، صحيح مسلم : 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی، مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہو، البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے۔

**سوال**: شوہر دس سال سے بیرون ملک ہو اور بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے، تو وہ بچہ شرعاً حلالی ہوگا یا حرامی؟

**جواب**: یہ بچہ ناجائز ہوگا۔ دس سال تک حمل کا رہنا ممکن نہیں، البتہ یہ بچہ شوہر کی طرف ہی منسوب ہوگا، کیونکہ اس کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔

**سوال**: حمل کی کم سے کم مدت کیا ہے؟

(جواب): حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے، نکاح کے چھ ماہ بعد اگر بچہ پیدا ہو جائے، تو وہ شوہر کا ہوگا، ورنہ نکاح سے پہلے کا شمار ہوگا۔

(سوال): ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

(جواب): اس سے نکاح جائز اور صحیح ہے۔

(سوال): جس نے دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھا، اس کی اولاد کا کیا حکم ہے؟

(جواب): ان میں سے جس بہن سے پہلے نکاح ہوا، وہ صحیح ہے اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد بھی جائز ہے۔ البتہ جس بہن سے بعد میں نکاح کیا، اس سے جو اولاد پیدا ہوئی، وہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ بیوی کے رہتے سالی سے نکاح حرام اور باطل ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿...... وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ......﴾(النّساء: ٢٣)

''اور تم دو بہنوں کو (ایک نکاح میں) جمع کرو (یہ بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے)۔''

(سوال): ایک عورت زنا سے حاملہ ہوگئی، پھر حمل کے بعد اسی زانی سے نکاح کر لیا، کیا ولد الزنا کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

(جواب): یہ بچہ ولد الحرام ہے، اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، اگرچہ وہ اسی کا نطفہ ہے۔ یہ بچہ وارث نہیں بنے گا۔

(سوال): ایک مسلمان عورت نے قادیانی سے نکاح کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): قادیانی مرتد کافر ہیں، ان سے مسلمان کا نکاح نہیں ہوتا، یہ نکاح باطل ہے، ان سے پیدا ہونے والی اولاد حرام اور ناجائز ہے۔

قادیانیوں نے کئی بنیادی عقائد سمیت عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے اور غلام احمد قادیانی بھی نبی ہے، جبکہ قرآنی نصوص، احادیث متواترہ اور اجماع امت کا تقاضا ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کی اُمت آخری امت ہے، آپ ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہے۔

عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے، اس کا منکر کافر ہے، لہٰذا جو لوگ مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کے منکر ہوں، جیسا کہ قادیانی ہیں، تو وہ کافر اور مرتد ہیں، ان کو اہل قبلہ قرار نہیں دیا جا سکتا، بلکہ ان کے کفر وارتداد پر پوری امت نے اجماع کر لیا ہے۔

سوال: شوہر کہے کہ بچہ میرا نہیں ہے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ثابت ہو جائے کہ اس کی بیوی زنا سے حاملہ ہوئی ہے، تب بھی بچے کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، کیونکہ وہ اسی کے بستر پر پیدا ہوا ہے، البتہ زانی پر حدزنا لگے گی۔

سوال: نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے یا ماں سے؟

جواب: نسب باپ سے ثابت ہوتا ہے۔

سوال: چار بیویوں کے بعد پانچویں سے شادی کی، تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا حکم ہے اور اس کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

جواب: اسلام میں بیک وقت چار سے زائد نکاح جائز نہیں، لہٰذا پانچواں نکاح باطل اور حرام ہے، اس سے ہونے والی اولاد ناجائز ہے اور جو وطی کی وہ زنا ہے، لہٰذا اس اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا، کیونکہ بچہ کا نسب زانی سے ثابت نہیں ہوتا۔

سوال: نکاح حلالہ سے جو بچہ پیدا ہوا، اس کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

جواب: نکاح حلالہ باطل ہے، یہ زنا ہے اور زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا، لہٰذا نکاح

حلالہ سے پیدا ہونے والا بچہ ناجائز اور فاسد النسب ہوگا۔ اس کا نسب نہ حلالہ کرنے والے سے ثابت ہوگا اور نہ حلالہ کروانے والے سے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حلالہ کے بارے پوچھا گیا، فرمایا:

هُمَا زَانِيَانِ وَإِنْ مَكَثَا عَشْرَ سِنِينَ أَوْ عِشْرِينَ سَنَةً، إِذَا أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا لِذٰلِكَ .

''دونوں زانی ہیں، خواہ دس سال اکٹھے رہ چکے ہوں یا بیس سال۔''

(المطالب العالية لابن حجر : 1693 ، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ پیدا ہوا، اس کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

(جواب): جو مسلمان عورت حالت کفر میں حاملہ ہوئی، تو بچے کا نسب اسی سے ثابت ہو گا، کفر میں جس کی منکوحہ تھی۔

(سوال): نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ پیدا ہوا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): جو بچہ نکاح کے چھ ماہ بعد پیدا ہو، وہ حلالی ہوگا، اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور وہ وارث بنے گا۔

(سوال): نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نکاح کے دس ماہ بعد پیدا ہونے والا بچہ صحیح النسب ہے۔

(سوال): شوہر کے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): وہ بچہ شرعاً حلالی ہے، اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا۔

(سوال): کیا چچا کے کیے گئے نکاح میں خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے؟

(جواب): بلوغت سے پہلے نکاح جو ولی بھی کرے، اس میں خیار بلوغ حاصل ہوتا ہے۔

(سوال): جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہو، اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

(جواب): جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہو، وہ ناجائز ہے، اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا۔

(سوال): جس نے محرم عورت سے نکاح کیا، تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا حکم ہے اور اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

(جواب): محرم عورت سے نکاح نہیں، یہ نکاح باطل ہے، اس سے پیدا ہونے والی اولاد ولد الحرام ہے اور اس کا نسب ثابت نہیں۔

(سوال): چھ نکاح کرنے والے کی اولاد کے نسب کا کیا حکم ہے؟

(جواب): پہلی چار شادیوں سے جو اولاد ہوئی، اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور باقی دو بیویوں سے نکاح جائز نہیں تھا، لہٰذا اس سے پیدا ہونے والی اولاد ناجائز ہے اور اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا۔

(سوال): اگر کسی کی بیوی کا غیر مرد سے ناجائز تعلق ہو، تو اولاد کس کی ہوگی؟

(جواب): اگر منکوحہ غیر مرد سے جنسی تعلقات رکھے، تو وہ زانیہ ہے اور اس سے پیدا ہونے والی اولاد شوہر کی شمار ہوگی اور اس کا نسب شوہر سے ہی ثابت ہوگا، کیونکہ اولاد اسی کے بستر پر پیدا ہوئی ہے، البتہ زانی پر حد زنا قائم ہوگی۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''عتبہ بن ابی وقاص (کافر) نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی لونڈی کا بچہ میرے نطفے سے ہے، آپ اس کو اپنی نگہداشت میں لے لینا، فتح مکہ کے سال سعد رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اٹھا لیا اور دعوی کیا کہ یہ بچہ

میرے بھائی عتبہ کا ہے، عبد بن زمعہ نے احتجاج کیا کہ یہ بچہ تو میرے باپ زمعہ کی لونڈی سے میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے، لہٰذا میرے باپ کی اولاد ہے۔ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش ہوا، سعد رضی اللہ عنہ کہنے لگے، اللہ کے رسول! یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، انہوں نے مجھے وصیت کی تھی کہ اسے اپنی پرورش میں لے لوں، عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے، یہ میرے باپ کی لونڈی کا بچہ ہے اور اس نے میرے باپ کے بستر پر جنم لیا ہے۔ لہٰذا یہ میرے باپ زمعہ ہی کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! یہ لڑکا آپ کے پاس رہے گا، پھر فرمایا: بچہ اس کا ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی رجم ہو گا۔ نبی کریم ﷺ نے محسوس کیا کہ اس لڑکے کی مشابہت عتبہ کے ساتھ ہے، اس لئے ام المومنین، سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا جو زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس لڑکے کی بہن بنتی تھیں، کو حکم دیا کہ اس لڑکے سے پردہ کریں، لہٰذا وہ لڑکا تاوقت وفات سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ نہیں سکا۔''

(صحيح البخاري: 2053، صحيح مسلم: 1457)

ذرا غور فرمائیں کہ اس مشابہت کے باوجود نبی کریم ﷺ نے نومولود کو زمعہ کا بیٹا قرار دیا، حالانکہ اس کی مشابہت عتبہ کے ساتھ تھی، مقصود یہ قاعدہ سمجھانا تھا کہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہو، البتہ زانی کو کوڑے ضرور لگیں گے۔

**سوال**: ایک شادی شدہ مرد نے غیر کی بیوی سے زنا کیا، تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد کس کی ہوگی؟

**جواب**: جس کی بیوی سے زنا کیا گیا ہے، اولاد بھی اسی کی ہوگی، البتہ زانی پر حد زنا قائم ہوگی۔

(سوال): جوعورت نکاح سے پہلے حاملہ ہو، اس کے نسب کا کیا حکم ہے؟

(جواب): جوعورت نکاح سے پہلے حاملہ ہو، اس کی اولاد ناجائز ہوگی اور اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا۔

(سوال): شوہر عرصہ دراز سے پردیس میں ہو اور بیوی کے بچہ پیدا ہو جائے، تو اس کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

(جواب): بہرصورت بچے کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا، البتہ زانی پر حد زنا قائم ہوگی۔

(سوال): ایک عورت شوہر کو چھوڑ کر غیر مرد کے پاس رہنے لگی، اب وہ شوہر کے پاس آنا چاہتی ہے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): اگر شوہر نے طلاق نہیں دی تھی، تو وہ بدستور منکوحہ ہے، زنا سے نکاح نہیں ٹوٹتا، اگر شوہر اسے قبول کرتا ہے، تو وہ شوہر کے پاس آ سکتی ہے۔ انہیں تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔

(سوال): جس نے سوتیلی ماں سے نکاح کیا، پھر اس سے بچہ پیدا ہوا، تو اس کے نسب کا کیا حکم ہے؟

(جواب): سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے، اس سے پیدا ہونے والی اولاد حرام ہے، اس کا نسب ثابت نہ ہوگا۔

(سوال): طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ پیدا ہوا، اسے کس کا سمجھا جائے گا؟

(جواب): طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو، وہ سابقہ شوہر کا ہی سمجھا جائے گا، اس کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور وہ وارث بنے گا۔

(سوال): کیا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہونا باعث فضیلت ہے؟

(جواب): سیدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہونا باعث فضیلت ہے، مگر یہ فضیلت اس کے لیے ہے، جو صحیح العقیدہ ہو اور عمل صالح کرنے والا ہو۔

اصل چیز اسلامی عقائد واعمال اور اخلاص ہے۔ جن پر نجات اُخروی کا انحصار اور دارومدار ہے۔ محض نسبت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ بعض پھولے نہیں سماتے، وہ اپنے تئیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل بیت کو ماننے والے ہیں، یا ہم اہل بیت سے ہیں، یہی ہماری نجات کے لیے کافی ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اگر نسبت صحیح ہو اور عقائد واعمال اہل سنت والجماعت والے ہوں، تو یہ فضیلت ہے۔ اگر نسبت ہی صحیح نہیں اور عقائد واعمال بھی صحیح نہیں، تو یہ نسبت مفید نہیں۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کے شوہر نامدار سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں لخت جگر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے پر نص وارد ہوئی ہے۔ لیکن کسی کا محض اولاد فاطمہ سے ہونا دخول جنت کے لیے ناکافی ہے، بلکہ فیصلہ عقائد واعمال پر ہوگا۔

❀ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا:

أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي، يَعْنِي فُلَانًا، لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ .

''سن لیں کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مومن ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5990، صحيح مسلم : 215، واللّفظ لهٗ)

❀ اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ إِنَّمَا وَلِيِّيَ مَنْ كَانَ صَالِحًا وَإِنْ بَعُدَ نَسَبُهٗ مِنِّي وَلَيْسَ

وَلِيِّي مَنْ كَانَ غَيْرُ صَالِحٍ وَإِنْ كَانَ نَسَبُهٗ قَرِيبًا .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میری دوستی اس کے ساتھ ہے، جو نیک ہے، اگر چہ وہ نسب کے لحاظ سے میرا قریبی نہ ہو۔ نیز میری دوستی ایسے شخص کے ساتھ نہیں، جو نیک نہ ہو، اگر چہ وہ نسب کے اعتبار سے میرا قریبی ہو۔''

(شرح النّووي : 88/3)

**سوال**: کیا اس وقت اہل بیت نبی کا وجود ہے؟

**جواب**: نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اس وقت بھی موجود ہیں اور قیامت تک قائم رہیں گے، مگر اس میں وہ جھوٹے لوگ شامل نہیں، جو بلا دلیل اپنی نسبت نبی کریم ﷺ کے خاندان کی طرف کر دیتے ہیں۔

امیر مہدی قرب قیامت پیدا ہوں گے، وہ نبی کریم ﷺ کے خاندان میں سے ہوں گے، ان کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَوْلَا يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَّطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتّٰى يَبْعَثَ رَجُلًا مِّنِّي، أَوْ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي، وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي .

''اگر دنیا کے ختم ہونے میں ایک دن بھی باقی ہوا (اور مہدی نہ آئے) تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو لمبا کر دے گا، حتی کہ میری نسل سے یا میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو مبعوث فرمائے گا، جس کا نام میرے نام پر اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔''

(مسند الإمام أحمد : 377/1، 430، سنن أبي داوٗد : 4282، سنن التّرمذي : 2230، وقال : حسنٌ صحیحٌ، وسندهٗ حسنٌ)

❁ علامہ محمد برزنجی رحمہ اللہ (۱۱۰۳ھ) فرماتے ہیں:

''آپ جان چکے ہیں کہ مہدی کے وجود، ان کی قیامت کے قریب آمد اور خاندان نبوت، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہونے کے متعلق احادیث معنوی طور پر متواتر ہیں، جس کا انکار ممکن نہیں۔''

(الإشاعة في أشراط الساعة، ص 236)

**سوال**: کیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیا؟

**جواب**: خلیفۃ المسلمین، دامادِ رسولِ امین، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے ہونے والی بیٹی سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المومنین، خلیفہ راشد، سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا۔ یہ تواتر اور اجماع کی حد تک ثابت ہے۔ اہل سنت اور شیعہ کا اس پر اتفاق ہے۔

❁ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نو میّتوں پر اکٹھی نماز جنازہ ادا کی۔ مردوں کو امام کی جانب اور عورتوں کو قبلہ کی جانب رکھا اور سب کو ایک لائن میں رکھ دیا، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما اور ان کے بیٹے زید کو اکٹھا رکھا۔ اس روز امام سعید بن عاص رضی اللہ عنہ تھے، جبکہ جنازہ پڑھنے والوں میں سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا ابو ہریرہ، سیدنا ابو سعید خدری اور سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ بچے کو امام کی جانب رکھا گیا۔''

(سنن النّسائي : 1980، سنن الدّارقطني : 79/2، 80، السّنن الکبرٰی للبیهقي :

33/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ اس حدیث کو امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۵۴۵) نے صحیح کہا ہے۔

اس کی سند کو حافظ نووی رحمہ اللہ (المجموع شرح المہذّب: ۵/ ۲۲۴) نے ''حسن''، جبکہ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنیر : ۵/ ۳۸۵) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحبیر : ۱۴۶/۲) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❁ شعبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ صَلّٰى عَلٰى أَخِيهِ، وَأُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ عَلِيٍّ، فَجَعَلَ الْغُلَامَ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ، وَالْمَرْأَةَ فَوْقَ ذٰلِكَ .

''انہوں نے اپنے بھائی اور والدہ سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ پڑھایا، انہوں نے بچہ امام کی جانب رکھا اور عورت اس سے آگے۔''

(مسند علي ابن الجعد : 574، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام شعبی رحمہ اللہ ہی بیان کرتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی زید بن عمر اور والدہ سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ پڑھائی۔ انہوں نے بچہ امام کی جانب رکھا اور عورت اس سے آگے، چار تکبیروں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ ادا کی۔ ان کی اقتدا میں محمد بن حنفیہ، سیدنا حسین بن علی اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے نمازِ جنازہ ادا کی۔''

(السّنن الكبرٰى للبيهقي : 38/4، وسندهٗ صحيحٌ)

بعض لوگوں نے ان صحیح روایات کو بنوامیہ کی کارستانی کہہ کر ٹھکرانے کی کوشش کی ہے،

انہوں نے ان صحیح احادیث کو رد کرنے کے لیے واقدی جیسے کذاب کی بیان کردہ جھوٹی تاریخ کو بنیاد بنایا ہے، وہ کہتے ہیں کہ تاریخ کے مطابق سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ چالیس سال کی عمر میں ایمان لائے اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

دعوت ذوالعشیر ہ کے وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر ۹ برس تھی، سیدنا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ۲۵ برس کی عمر میں ہوا، یعنی ذوالعشیر ہ کے ۱۶ سال بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دعوت ذوالعشیر ہ کے سات برس بعد اسلام لائے، جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا، تو اس وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۶ برس تھی۔ سیدنا عمر کے اسلام لانے کے ۹ سال بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی ہوئی، تب سیدنا علی رضی اللہ عنہ ۲۵ برس کے تھے۔ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۴۹ برس کے تھے، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شادی کے ایک برس بعد سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی، دو سال بعد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی، چار سال بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی، چھ سال بعد ام کلثوم رضی اللہ عنہا دنیا میں تشریف لائیں، ام کلثوم کی ولادت کے وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۵۵ سال کے تھے، ۶۳ سال کی عمر پائی، سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کی دنیا میں آمد کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۸ برس زندہ رہے، بعض کے مطابق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے تین سال پہلے شادی ہوئی، ایک بیٹا ہوا، جس کا نام زید بن عمر تھا۔ یوں شادی کے وقت سیدہ ام کلثوم کی عمر پانچ سال بنتی ہے۔

یہ ثقہ راویوں کے بیان کو جھوٹ کرنے کی ایک ناکام کوشش کے سوا کچھ نہیں۔ کیونکہ یہ جتنی جمع و تفریق بیان ہوئی ہے، اس پر کوئی ثقہ روایت نہیں ملتی۔ ایک بھی روایت ایسی نہیں ملتی، جس کی سند صحیح ہو اور اس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے وقت ان کی عمر کا تعین موجود ہو۔ یہ سب بے حقیقت اندازے و قیافے ہیں، جن کی بنیاد پر ثقہ تاریخ

وروایت کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ واللہ اعلم!

(سوال): ایک شخص نے کہا کہ تیرا فلاں بیٹا زنا سے ہوا ہے، یہ تمہارا نہیں ہے، کیا اس سے بچے کا نسب فاسد ہوگا؟

(جواب): کسی کے کہنے سے بچے کا نسب فاسد نہیں ہوتا، نکاح کے بعد جو اولاد ہوئی، اس کا نسب باپ سے ثابت ہوگا، خواہ ثابت بھی ہو جائے کہ یہ بچہ زنا سے ہوا ہے، کیونکہ بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا، جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے، البتہ زانی کے لیے حد رجم ہے۔

(سوال): کیا مشکوک اولاد باپ کی وارث ہوگی؟

(جواب): جس اولاد کا نسب ثابت ہو، وہ وارث بھی بنے گی۔

(سوال): نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ پیدا ہوا، وہ وارث بنے گا یا نہیں؟

(جواب): جو بچہ نکاح کے بعد چھ ماہ سے پہلے پیدا ہو جائے، وہ ناجائز ہے، اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور نہ وہ وارث بنے گا۔

(سوال): جس عورت نے عدت کے دوران نکاح کیا، تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد کا کیا حکم ہے؟

(جواب): دوران عدت نکاح جائز نہیں، یہ نکاح باطل ہے، لہٰذا اس سے پیدا ہونے والی اولاد ناجائز ہے اور اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا۔

(سوال): کیا آل محمد ﷺ پر صدقہ حرام ہے؟

(جواب): آل محمد ﷺ پر فرض صدقہ حرام ہے۔

(سوال): شوہر کے روکنے کے باوجود اگر بیوی میکے کو چلی جائے، تو کیا اس پر نان ونفقہ دینا ضروری ہے؟

(جواب): اگر شوہر کی مرضی کے خلاف بیوی میکے چلی جائے، تو شوہر پر بیوی کا نان ونفقہ ضروری نہیں اور عدم ادائیگی کی صورت میں وہ گناہ گار نہ ہوگا۔

(سوال): شوہر اپنی بیوی کو سسرال میں رکھتا ہے، کیا اس پر خرچہ دینا واجب ہے؟

(جواب): اس صورت میں اس پر بیوی کو خرچہ دینا واجب ہے۔

(سوال): شوہر نفقہ بند کر دے، تو کیا کیا جائے؟

(جواب): شوہر بلا وجہ نفقہ بند کر دے، تو وہ گناہ گار ہوگا، اس صورت میں شوہر کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ یا نان ونفقہ ادا کرے یا طلاق دے۔

(سوال): کیا مکان دینا شوہر کے ذمہ ہے؟

(جواب): اپنی حیثیت کے مطابق بیوی کے لیے رہائش اور نان ونفقہ کا بندوبست کرنا شوہر کے ذمہ ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا﴾(البقرة: ۲۳۳)

''باپوں پر دستور کے مطابق بیویوں کا روٹی کپڑا ہے، ہر کسی کو اس کی وسعت کے مطابق مکلّف ٹھہرایا جائے گا۔''

(سوال): شوہر بیوی کو گھر سے نکال دے، تو کیا اس پر نفقہ واجب ہے؟

(جواب): جب تک بیوی عقد میں ہے، اس کا نفقہ بذمہ شوہر ہے، البتہ بیوی خود گھر سے نکل جائے اور باوجود روکنے کے باز نہ آئے، تو اس پر نفقہ واجب نہ ہوگا، واللہ اعلم!